نحنُ انصاراللہ

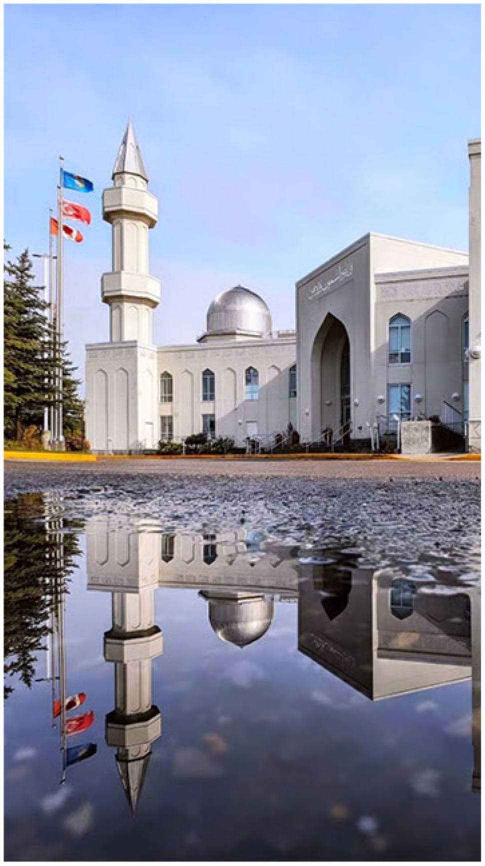

اپریل 2025ء، شوال 1446ھ، شہادت ء 1404ہش

www.nahnuansarullah.ca

نگران
عبدالحمید وڑائچ صدر مجلس انصاراللہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ
سہیل احمد ثاقب نائب صدر مجلس انصاراللہ کینیڈا

مینیجر
محمد موسیٰ قائد اشاعت مجلس انصاراللہ کینیڈا

مدیران
غلام مصباح بلوچ نائب صدر صفِ دوم مجلس انصاراللہ کینیڈا
ڈاکٹر حمید احمد مرزا۔ معتزالقزق

معاونین،
کاشف بن ارشد ایڈیشنل قائد اشاعت مجلس انصاراللہ کینیڈا ، مسعود احمد نائب قائد اشاعت مجلس انصاراللہ کینیڈا
نثار اے شمس ڈاکٹر محی الدین مرزا، ظفر ندیم، منصور چغتائی

Photo by AmirHadi Manavi on Unsplash.com

خصوصی دعاؤں کی تحریک

امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ایک رؤیا کی روشنی میں احباب جماعت کو خصوصی دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا: اگر احباب جماعت مندرجہ ذیل دعاؤں کا ورد کریں گے تو ایک محفوظ قلعے میں محفوظ ہو جائیں گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہوسکتا۔ اس قلعے کی دیواریں لوہے کی ہیں اور آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ پس کوئی سوراخ ایسا نہیں رہے گا جہاں سے شیطان حملہ کر سکے۔

نمبر1: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

ہر بڑا فرد جماعت 200 دفعہ روزانہ پڑھے

15 سے 25 سال کے ممبران جماعت (کم از کم) 100 دفعہ روزانہ پڑھیں

بچے (کم از کم) 33 دفعہ روزانہ پڑھیں

چھوٹی عمر کے بچے تین، چار دفعہ روزانہ (والدین پڑھائیں)

نمبر 2: استغفار (اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ)

100 دفعہ روزانہ

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح میں یہ بھی شامل کرتا ہوں

نمبر 3: رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

100 دفعہ روزانہ

حضور انور ایدہ اللہ نے مزید فرمایا: ان دنوں میں جبکہ شیطان ہر حیلے سے بحیثیت جماعت بھی اور مجموعی طور پر ہمارے پر حملے کرنے کی کوشش کر رہا ہے، عمومی طور پر دنیا میں بھی اس سے بچنے کے لیے ایک ہی ذریعہ ہے کہ خاص طور پر دعاؤں پر زور دیں اور صرف جلسے کے دنوں میں نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے یہ درود شریف اور ذکر الٰہی، یہ ورد اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں اور اس پر ہر ایک کو، بچے کو، بڑے کو، عورت کو، مرد کو، سب کو توجہ دینی چاہیے۔

(خطبہ جمعہ 23 اگست 2024)

بین الاقوامی اشاعت حوالہ نمبر ISSN 2560-886X (Print) ISSN 2560-8878 (Online)
رابطہ : editor@ansar.ca / ishaat@ansar.ca / Tel: 905-417-1800

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

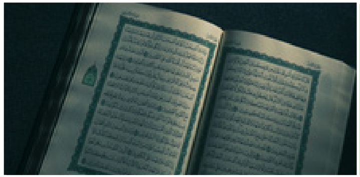

قال اللہ عزّ وجل 1

قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم 2

کلام المہدی علیہ السلام 3

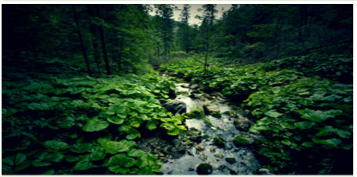

فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ 4

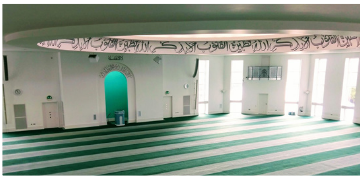

کلام الامام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 5

”دین کی باتوں میں تمسخر اور ہنسی نہیں کرنی چاہیے۔“ (حضرت مصلح موعودؓ) 6
(قیادت تربیت، مجلس انصار اللہ کینیڈا)

مبلغین اسلام احمدیت 8
مبلغین اسلام احمدیت حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ مبلغ انگلستان/امریکہ

پاکستان کا انوکھا اسلام 13
(ڈاکٹر بشارت الٰہی جمیل)

زاویۃ العرب 16

قال اللہ عزّ وجلّ

Photo by Abdulloh Fauzan on Unsplash.com

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨالَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ
وَيُمِيْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

(سورۃ الاعراف:159)

ترجمہ: کہو (کہ) اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت حاصل ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ پس اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ جو نبی بھی ہے اور امی بھی ہے (اور) جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور اس کے کلمات پر اور اس کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

تفسیر: اس آیت کی تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”قرآن شریف نے ہی کھلے طور پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ دنیا کی تمام قوموں کے لیے آیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔ یعنی تمام لوگوں کو کہہ دے کہ میں تم سب کے لیے رسول ہو کر آیا ہوں اور پھر فرماتا ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء:108) یعنی میں نے تمام عالموں کے لیے تجھے رحمت کر کے بھیجا ہے اور پھر فرماتا ہے: لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (الفرقان:2) یعنی ہم نے اس لیے بھیجا ہے کہ تمام دنیا کو ڈراوے لیکن ہم بڑے زور سے کہتے ہیں کہ قرآن شریف سے پہلے دنیا کی کسی الہامی کتاب نے یہ دعویٰ نہیں کیا بلکہ ہر ایک نے اپنی رسالت کو اپنی قوم تک ہی محدود رکھا یہاں تک کہ جس نبی کو عیسائیوں نے خدا قرار دیا اس کے منہ سے بھی یہی نکلا کہ میں اسرائیل کی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا اور زمانہ کے حالات نے بھی گواہی دی کہ قرآن شریف کا یہ دعویٰ تبلیغ عام کا عین موقعہ پر ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت تبلیغ عام کا دروازہ کھل گیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے بعد نزول اس آیت کے کہ: قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔ دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کی طرف دعوت اسلام کے خط لکھے تھے کسی اور نبی نے غیر قوموں کے بادشاہوں کی طرف دعوت دین کے ہرگز خط نہیں لکھے کیونکہ وہ دوسری قوموں کی دعوت کے لیے مامور نہ تھے۔ یہ عام دعوت کی تحریک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ہی شروع ہوئی اور مسیح موعود کے زمانہ میں اس کے ہاتھ سے کمال تک پہنچی۔“

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 76,77)

قال الرسول ﷺ

Picture Source: www.instagram.com/jalsa_canada/

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِي نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا فَأَيْنَمَا اَدْرَكَ الرَّجُلَ مِنْ اُمَّتِي الصَّلَاةُ يُصَلِّي وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَلَمْ يُعْطَ نَبِيٌّ قَبْلِي وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً۔

(سنن نسائی کتاب الغسل والتیمم باب التیمم بالصعید (432)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”مجھے پانچ باتیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ ایک مہینے کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔ ساری زمین میرے لئے مسجد اور طہارۃ کا ذریعہ بنائی گئی ہے۔ جہاں بھی میری امت کے کسی آدمی پر نماز کا وقت آئے وہ وہاں نماز پڑھ سکتا ہے (دوسرے مذاہب کی طرح انہیں عبادت خانے میں نہیں جانا پڑتا)۔ مجھے شفاعت کا شرف حاصل ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا۔ مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے حالانکہ مجھ سے پہلے خاص قوم کے لئے نبی مبعوث ہوتا تھا۔“

Picture Source: https://www.instagram.com/jalsa_salana/

کلام المہدی علیہ السلام

ایساہی جب براہین احمدیہ میں یہ الہام شائع کیا گیا کہ ’’میں تجھے ایک نامور انسان بناؤں گا اور لوگوں کے دلوں میں تیری محبت ڈالوں گا ..... اس زمانہ کو اب بیس برس گذر گئے اور یہ عاجز اُس وقت ایک ایسا گمنام آدمی تھا کہ بجز ایسے دو چار آدمیوں کے کہ جو میرے باپ کے وقت سے میرے روآشنا تھے اور کوئی بھی پنجاب اور ہندوستان سے مجھ کو نہیں جانتا تھا اور نہ مجھ سے ہمدردی اور دوستی کا تعلق رکھتا تھا۔ پھر بعد اس کے اِس پیشگوئی کے مطابق اب لاکھوں انسانوں بلکہ کروڑوں میں مَیں مشہور کیا گیا اور کئی ہزار آدمی مجھ سے ہمدردی اور دوستی اور اخلاص کا تعلق رکھنے والے پیدا ہو گئے اور ہندوستان کے کناروں تک بلکہ برہما اور بندرعباس اور مدراس اور بخارا اور حیدرآباد اور افریقہ اور کابل کے ملک سے انواع اقسام کے تحفے لوگوں نے بھیجے اور میرے سلسلہ کے لئے بہت سے روپیہ سے مدد کی اور ہمیشہ کرتے ہیں۔ پس یہ مقام رقت اور وجد کا ہے کہ کیونکر اِس وقت اُس زمانہ کی پیشگوئیاں جبکہ میں ایک ہیچ اور ذلیل چیز کی طرح اِس جنگل میں پڑا تھا، نہایت کرّ و فرّ اور شان و شوکت سے پوری ہوگئیں۔ اپنے دلوں میں غور کرو اور عقلمندوں سے پوچھو کہ کیا اس قسم کی پیشگوئیوں میں انسانی طاقت کا دخل ہے؟‘‘

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 152)

Picture Source: https://www.freepik.com/

فارسی منظوم کلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ذاتِ بے چون و چند افتادست
وازحدود و قیود آزاد ست
اُس کی ذات بے مثل اور یکتا ہے
اور حدود و قیود سے آزاد ہے

ہرچه آید بفہم و عقل و قیاس
ذاتِ او برترست زاں وسواس
جو کچھ فہم، عقل اور قیاس میں آسکتا ہے اُس کی ذات ہر اس خیال سے بالا تر ہے

ذاتِ بے چون و چند افتادست
وازحدود و قیود آزاد ست
اُس کی ذات بے مثل اور یکتا ہے اور حدود و قیود سے آزاد ہے

نه وجودے بذاتِ او انباز
نه کسے در صفات او انباز
کوئی وجود اس کا ہمسر نہیں نہ کوئی اُس کی صفات میں اُس کے برابر ہے

ہمه پیدا زدستِ قدرتِ او
کثرتِ شان گواه وحدت او
سب کچھ اس کی قدرت سے پیدا ہوا ہے۔ اُن کی کثرت اُس کی وحدت پر گواہ ہے

گر شریکش بُدی زخلق دگر
گشتی ایں جمله خلق زیروزبر
اگر مخلوق میں سے کوئی اس کا شریک ہوتا تو یہ تمام دنیا زیر وزبر ہو جاتی

ہرچه ازوصفِ خاکی و خاک ست
ذاتِ بیچونِ او ازاں پاک ست
خاک اور خاکی مخلوق کی جو صفات ہیں اس کی بے مثل ذات اُن سے پاک ہے

بند برپائے ہروجود نہاد
خود زہر قید و بند ہست آزاد
ہر وجود کے لئے اُس نے کچھ پابندیاں لگا دی ہیں مگر خود ہر قید اور پابندی سے آزاد ہے

آدمی بنده ہست و نفسش بند
دردو صد حرص و آزو سر بکمند
آدمی غلام ہے اور اس کا نفس مقید ہے صد ہا خواہشوں اور لالچوں میں پھنسا ہوا ہے

ہمچنیں بنده آفتاب و قمر
بند در سیرگاہِ خویش و مقر
اسی طرح سورج اور چاند بھی حکم کے پابند ہیں وہ اپنے اپنے راستوں کے مکلّف اور اسیر ہیں

ماه را نیست طاقتِ ایں کار
که بتابد بروزچوں احرار
چاند کو اس امر کی قدرت حاصل نہیں کہ وہ دن کو آزادانہ چمک سکے

نیز خورشید را نه یارائے
که نہد بر سریرِ شب پائے
اسی طرح سورج کو بھی یہ قوت نہیں کہ وہ رات کے تخت پر قدم رکھ سکے

آب ہم بنده ہست زیں که مدام
بند در سروے است نے خود کام
پانی بھی پابند ہے کیونکہ وہ ہمیشہ برودت کا پابند ہے اپنی مرضی کا مالک نہیں

آتشِ تیز نیز بندئه او
درچنیں سوزشے فگندئه او
تیز آگ بھی اس کی تابعدار ہے اور ایسی جلن میں اُسی کی ڈالی ہوئی ہے

گر برآری به پیش او فریاد
گرمیش کم نه گردد اے استاد
اگر تو اس آگ سے التجا کرے تب بھی اے شخص! اُس کی گرمی کم نہ ہو گی

پائے اشجار درزمیں بندست
سخت درپا سلاسل افگندست
درختوں کے تنے بھی زمین میں پیوست ہیں۔ اُن کے پاؤں میں اُس نے مضبوط زنجیریں ڈال دی ہیں

ایں ہمه بستگان آں یک ذات
بروجودش دلائل و آیات
یہ سب چیزیں اُسی ہستی سے وابستہ ہیں اور اس کے وجود پر دلائل اور نشان ہیں

(براہینِ احمدیہ حصہ اول، روحانی خزائن جلد اصفحہ 15,14 بحوالہ درثمین فارسی صفحہ 15 تا 17)

Picture Source: https://x.com/AhmadiyyaMosque

کلام الامام

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

صرف نام کے انصار اللہ نہ ہوں بلکہ اس کی روح کو سمجھتے ہوئے نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگائیں۔

آپ جو اپنے آپ کو انصار اللہ کہتے ہیں اس بات کو ہر وقت سامنے رکھیں کہ انصار اللہ تبھی کہلا سکتے ہیں جب اس زمانے کے امام، اللہ تعالیٰ کے فرستادے، مسیح موعود اور مہدی معہود ؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے صرف نام کے انصار اللہ نہ ہوں بلکہ اس روح کو سمجھتے ہوئے نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ (آل عمران:53) کا نعرہ لگائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں تکمیلِ اشاعت دین کا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کیا ہے یعنی تبلیغِ اسلام کا عظیم کام آپؑ کے سپرد کیا گیا ہے اور یہی کام کرنے کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے افراد سے توقع کی ہے اور انصار اللہ کو سب سے بڑھ کر اس کا مخاطب اپنے آپ کو سمجھنا چاہیے۔ پس ہمیں اپنے عہد بیعت کو نبھانے کے لیے، اپنے انصار اللہ کے عہد کو نبھانے کے لیے، اس عظیم کام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مددگار بننے کے لیے، اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس عظیم کام کو سرانجام دینے کے لیے میدان میں اترنا ہو گا، تبھی ہم حقیقی انصار اللہ کہلا سکتے ہیں۔ صرف منہ سے دعویٰ کر دینا کہ ہم انصار اللہ ہیں کافی نہیں ہے۔ اس کے لیے ہمیں اپنے جائزے بھی لینے ہوں گے کہ کس طرح ہم اس عظیم کام کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ ہمیں اپنی حالتوں کو دیکھنا ہو گا کہ کیا وہ اس معیار کی ہیں جو بڑے بڑے کام سرانجام دینے کے لیے ہونی چاہئیں اور جس کی اس وقت دین کو ضرورت ہے۔

دین کا پیغام دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لیے ہمیں تعلق باللہ میں بھی ترقی کرنی ہو گی، تقویٰ میں بھی ترقی کرنی ہو گی، اپنے علم کو بڑھانے کی کوشش بھی کرنی ہو گی، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر پوری طرح کاربند رہنے کے لیے بھی کوشش کرنی ہو گی۔ پس ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم نے اپنی حالتوں میں وہ تبدیلی پیدا کر لی ہے یا اس تبدیلی کے پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے ضروری ہے، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مددگار بننے کے لیے ضروری ہے۔ اگر نہیں تو ہمارا نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ بے مقصد اور بے بنیاد ہے۔

(اختتامی خطاب امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ یوکے فرمودہ 08 ؍ ستمبر 2021ء)

”دین کی باتوں میں تمسخر اور ہنسی نہیں کرنی چاہیے۔“

(حضرت مصلح موعودؓ)

(قیادت تربیت، مجلس انصار اللہ کینیڈا)

1922ء میں عید الفطر کے بعد جبکہ لوگ شوال کے روزے رکھ رہے تھے کہ مورخہ یکم جون 1922ء بمطابق 4/ شوال بادلوں کی وجہ سے صحیح وقت کا اندازہ نہ ہونے پر مؤذن نے مغرب کی اذان اصل وقت سے قریبًا پندرہ منٹ قبل دے دی جس پر ان کئی احباب نے جو شوال میں چھ دن کے روزے رکھ رہے تھے، روزہ افطار کر دیا۔ اس کے متعلق حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ نے مسجد مبارک میں مؤذن سے اعلان کرایا کہ آج جن لوگوں نے اذان پر روزہ افطار کیا ہے، انہیں ثواب تو مل جائے گا لیکن آج کی بجائے ایک روزہ اور انہیں رکھنا چاہیے۔ یہ اعلان کرتے ہوئے مؤذن نے اپنی طرف سے یہ کہہ دیا کہ چونکہ میں نے آپ لوگوں کو ایک زائد روزہ کا ثواب دلایا ہے اس لیے میرے لیے بھی دعا کریں۔ یہ الفاظ جس وقت کہے جا رہے تھے اُس وقت حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ اندر سے نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائے۔ نماز کے بعد حضور نے سب کو بیٹھنے کا ارشاد فرمایا اور کہا:

”میں نے پہلے بھی کئی بار نصیحت کی ہے کہ دین کی باتوں میں تمسخر اور ہنسی نہیں کرنی چاہیے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ ہنسی اور مزاح کے انسان کو اور بیسیوں مواقع اور بیسیوں باتیں مل سکتی ہیں، بات بات میں انسان خود ہنس سکتا اور دوسروں کو ہنسا سکتا ہے اور یہ ناجائز بھی نہیں۔ رسول کریم ﷺ بھی ہنسی کی باتیں کیا کرتے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ تو بہت ہی کرتے تھے لیکن ان کا محل اور موقع ہوتا ہے۔ اور دین سے ہنسی کرنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔

اب جس وقت میں اندر سے آیا ہوں تو وہ شخص جس نے آج قبل از وقت مغرب کی اذان کہی، کہہ رہا تھا کہ میں نے روزہ داروں کو ایک اور روزہ رکھنے کا ثواب حاصل کرایا ہے۔ یہ دین کے ساتھ ہنسی اور تمسخر ہے، بے شک یہ گناہ نہیں کیونکہ غلطی سے ایسا ہوا ہے اور اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مواخذہ نہیں ہو گا لیکن ہر ایک غلطی کسی اور گناہ کے نتیجہ میں ہوتی ہے اس لیے کسی غلطی پر انسان کو خوش نہیں ہونا چاہیے بلکہ استغفار کرنا چاہیے۔ دیکھو اگر ایک آدمی شکار پر گولی چلائے اور وہ غلطی سے کسی انسان کو جا لگے اور وہ ہلاک ہو جائے تو کیا وہ شخص اس لاش پر کھڑا ہو کر اس لیے ہنسے گا کہ اس نے جان بوجھ کر نہیں مارا بلکہ غلطی سے مارا گیا ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے اپنی طرف سے پوری احتیاط کر لی تھی اور پھر غلطی سے گولی لگ گئی تو وہ قابل گرفت نہ ہو گا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنے اس فعل پر ہنسے اور خوش ہو۔ قبل از وقت غلطی سے اذان دینا گناہ نہیں لیکن اس پر افسوس نہ کرنا بلکہ تمسخر کرنا گناہ ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ روزہ افطار کرنے والوں کو اس روزہ کا ثواب ملے گا اور شریعت کے ظاہری لحاظ سے انہیں جو اور روزہ رکھنا پڑے گا، اس کا بھی ثواب ملے گا لیکن کسی کام کے سر انجام کو نہ پہنچنے اور تھوڑی سی کسر رہ جانے پر جو قدرتی صدمہ ہوتا ہے، وہ روزہ افطار کرنے والوں کو ہونا لازمی ہے اور اس موقع پر تمسخر کرنا بہت برا ہے۔

پس دین کے چھوٹے سے چھوٹے حکم اور ہر ایک دینی شعار کی عزت وتکریم کرنا مومن کا فرض ہے اور اس کے متعلق ہنسی اور تمسخر کا قطعاً خیال بھی نہیں آنا چاہیے۔

مؤذن کے مقابلہ میں ان لوگوں کو بھی جنہوں نے کہا کہ اگر تم روزہ رکھو تو پتہ لگے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ کہنا ان کا مناسب نہیں تھا کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک روزہ رکھنا ایک بوجھ ہے اور مجبوری سے انہوں نے ایسا کیا۔ اس سے روزہ سے محبت اور الفت کا ثبوت نہیں ملتا حالانکہ روزے کوئی چٹی نہیں، انسان کو مصیبت میں ڈالنے کے لیے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں اور روحانی ترقی حاصل کرنے کا باعث۔ اس لیے ان کو بوجھ نہیں سمجھنا چاہیے۔ کسی دینی امر کے متعلق کوئی ایسا لفظ زبان سے نہیں نکالنا چاہیے جس سے یہ معلوم ہو کہ مجبوری سے اسے کیا گیا ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ روزہ داروں نے کیوں اتنی جلدی کی حالانکہ گو ابر تھا لیکن اس قدر روشنی تھی کہ جس سے سورج کے غروب نہ ہونے کا پتہ لگ سکتا تھا۔ سارا دن جب گذار چکے تھے تو پھر انہوں نے جلدی کیوں کی اور کیوں نہ تحقیقات کر لی۔ اسے ان کی لاپرواہی ظاہر ہوتی ہے۔“

(الفضل 10/ جولائی 1922ء صفحہ 5)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”دعوتوں کے عجائبات میں سے ایک واقعہ ہے ایک دفعہ ایک صحابی نے آنحضرت ﷺ کی دعوت کی کہ پانچ آدمی آویں اور پانچویں آپؐ ہوں۔ آپؐ نے اس کی دعوت قبول فرمائی۔ اس کے مکان پر جاتے ہوئے راستہ میں ایک چھٹا آدمی ساتھ ہولیا جیسا کہ لوگوں کی عادت ہے کہ بزرگوں کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ جب حضور علیہ السلام میزبان کے دروازے پر پہنچے تو آپؐ کھڑے ہوگئے اور میزبان کو کہا کہ یہ آدمی زائد آیا ہے، اس کو ہم نے ساتھ نہیں لیا ہے۔ تمھارا اختیار ہے کہ اسے اندر جانے کی اجازت دو یا واپس کر دو۔ کیسی سادگی اور صفائی ہے۔ آج کل کوئی مہمان سے پوچھے کہ کتنے آدمی ہوں گے تو ہتک سمجھی جاتی ہے۔ غرض دعوت کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی کے گھر بلا اجازت نہ جاؤ۔“

(بدر 30/ نومبر 1911ء صفحہ 4)

Photo by Jean Carlo Emer on Unsplash.com

مبلغین اسلام احمدیت

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ

مبلغ انگلستان / امریکہ

Picture Source: https:// www.ahmadiyyagallery.org/Mosques/Mosques-in-USA

”میرا نقل و حرکت اب میرا نہیں، میرا وجود اور میری جان اب میرے نہیں بلکہ محمودؔ کے ہیں وہ جو چاہے اس کے ساتھ کرے اور جدھر چاہے بھیج دے۔ حکم محمودؔ کے بعد مجھے نہ کسی سمندر کا ڈر ہے اور نہ کسی جنگل کا خوف ہے، نہ وطن کی خواہش ہے اور نہ سیر کا شوق ہے۔“

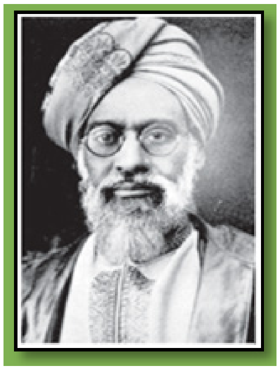

یہ الفاظ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کے ہیں جو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی طرف سے امریکہ جانے کی ہدایت موصول ہونے کے وقت فرمائے تھے۔ واقعۃً آپ نے ساری زندگی اطاعت امام کے اعلیٰ نمونہ کے ساتھ گزاری۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زندگی میں بھی آپ کی فدائیت کا ایک حسین رنگ کو دیکھنے کو ملتا ہے اور پھر خلافت کے سائے تلے بھی آپ اخلاص و وفا میں صف اول میں نظر آتے ہیں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ بھیرہ کے رہنے والے تھے۔ آپ 31/ جنوری 1891ء کو بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت قریب رہ کر بہت خدمت کا موقع پایا۔ حضرت اقدسؑ کی زندگی میں ہی بذریعہ خط انگلستان، امریکہ اور روس وغیرہ تک احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ اس کے علاوہ بھی دیگر کئی طریقوں سے تبلیغ احمدیت کرتے رہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے آغاز میں آپ کو تبلیغ اسلام کے لیے انگلستان جانے کا ارشاد فرمایا چنانچہ آپ 10/ مارچ 1917ء کو قادیان سے تبلیغ اسلام کے لیے انگلستان کو روانہ ہوئے، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ دو میل تک آپ کی مشایعت کے واسطے تشریف لائے۔ بعد ازاں مورخہ 22/ مارچ کی شام کو بمبئی بندرگاہ سے روانہ ہوئے۔ اگلے ہی دن جہاز میں تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اسی بحری جہاز میں مشہور مستشرق پروفیسر مارگولیتھ بھی مسافر تھے جو اپنے دورہ ہندوستان (جس میں قادیان بھی شامل تھا) سے واپس جا رہے تھے، آپ دوران سفران کو اردو کے کچھ اسباق دیتے رہے۔

(فاروق 19/ اپریل 1917ء صفحہ 2،1)

آپ نے اپنے اس سفر کی روداد ”سفر انگلستان“ کے عنوان سے اخبار الفضل اور اخبار فاروق میں چھ اقساط میں شائع کرائی ہے۔ آپ نے آغاز سفر سے ہی تبلیغی اغراض کی خاطر اپنی وضع قطع منفرد رکھی اور سر پر سبز عمامہ رکھا چنانچہ یورپ و امریکہ میں واقعی اس انداز نے تبلیغ میں بہت مدد دی، آپ لندن کے احوال میں لکھتے ہیں: ”مرد و عورت خصوصیت سے مجھے دیکھتے ہیں.... وہ ایک نئی وضع پر خوش ہوتے ہیں اور میں اس خیال پر خوش ہوتا ہوں کہ یہ صورتیں تبلیغ کے واسطے مجھے دی گئی ہیں.... میرا سبز عمامہ بھی میرے لیے اشتہار کا کام دے رہا ہے۔“ (الفضل 29/ مئی 1917ء صفحہ 8)

اس سفر میں آپ کا گذر فرانس کے شہر مارسلز سے ہوا جہاں فرانسیسی زبان سے ناواقفیت

کی وجہ سے آپ کوئی خاص پیغام نہ پہنچا سکے، آپ لکھتے ہیں: ”.... تبلیغ کا کوئی موقعہ نہیں ملا سوائے چند عربوں کے جو الجیریا کے رہنے والے ہیں... مگر ان کی عربی بھی ذرا مشکل ہے، بہت کم میری بات سمجھتے ہیں تاہم کچھ کان میں ڈال دیا ہے، اللہ تعالیٰ بار آور کرے۔“ (الفضل 15/ مئی 1917ء صفحہ 1)

انگلستان میں آپ نے دعاؤں اور محنت سے اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی ہر ممکن سعی کی۔ انگلستان جیسے ملک کی سردی آپ کے لیے ناقابل برداشت تھی لیکن خدمت دین کی خاطر آپ نے یہ سختیاں برداشت کیں ہاں آسانی کے لیے آپ سردی کے موسم میں ساحلی علاقوں میں چلے جاتے اور وہاں رہ کر تبلیغ اسلام کا کام کرتے۔ ایک مرتبہ آپ نے Isle of Wight میں واقع ایک قصبہ وینٹ نور (Ventnor) میں پانچ ماہ قیام کیا۔

(الحکم 28/ جولائی 1918ء صفحہ 5 کالم 1)

اکتوبر 1918ء میں آپ Torquay شہر میں نزیل ہوئے اور یہاں تبلیغ کا موقعہ پایا جس کا ذکر Torquay Times وغیرہ مقامی اخبارات میں ہوا۔ (الفضل 21 جنوری 1919ء صفحہ 6-9) اسی طرح آپ کچھ عرصہ شہر Bournemouth میں بھی مقیم رہے۔ (الفضل 5/ اپریل 1919ء صفحہ 10) ایک دفعہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب بیمار ہوگئے اور بیماری کے دنوں میں Woking چھوڑ کر Harrogate چلے گئے اور کئی ہفتے وہاں رہنے کا پروگرام بنایا، حضرت مفتی صاحبؓ کو علم ہوا تو آپ نے بیمار پرسی کا خط لکھتے ہوئے یہ بھی لکھا: ”اگر ضرورت ہو تو بندہ خدمت کے واسطے حاضر ہوجائے یا قاضی عبداللہ صاحب کو بھیج دیں....“ (الفضل 24/ دسمبر 1918ء صفحہ 9 کالم 3)

انگلستان میں لیکچرز، مضامین اور ملاقاتوں کے علاوہ بذریعہ خط بھی آپ نے احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ کئی اہم عالی مرتبت شخصیات کو بھی پیغام حق پہنچایا۔ شاہ برطانیہ جارج پنجم کی اہلیہ ملکہ Mary of Teck کو مبارکبادی کا خط لکھا جس کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر اور پیشگوئی بابت جنگ بھی ارسال کی جس پر ان کے سیکرٹری کی طرف سے شکریہ کا خط آیا۔ (الفضل 25 جنوری 1919ء صفحہ 7 کالم 3)

اسی رپورٹ میں درج ہے کہ آپ نے جنگ میں انگلستان کے 18 اتحادی ممالک (امریکہ، بیلجیم، اٹلی، چین، جاپان، برازیل، مصر وغیرہ) کے سربراہان کو مبارک بادی کے خطوط اور کتاب ”شہزادہ تحفہ ویلز“ ارسال کیں۔ آپ کے انگلینڈ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے پولیٹیکل ڈیلیگیٹ (political delegate) کے طور پر خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ (الفضل 26 اگست 1919ء صفحہ 10 کالم 2)

انگلستان میں اپنے عرصہ قیام کا خلاصہ کرتے ہوئے آپ بیان کرتے ہیں:

”جس غرض کے واسطے حضرت مرشد صادق مہدی محمود خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں عاجز کو بھیجا تھا، وہ گذشتہ اڑھائی سال میں برفاقت برادر قاضی عبداللہ صاحب حسب دلخواہ حاصل ہوئی۔ قریب ایک صد نومسلم ہوئے اور قریب پچاس کَس مصدقین ہوئے۔ لنڈن کے مرکز میں سلسلہ احمدیہ کا جھنڈا گڑ گیا۔ بہت سے لیکچر ہوئے، اخباروں اور رسالوں میں ہماری تصاویر اور مضامین شائع ہوئے۔ بادشاہوں اور امیروں کو بھی پیغام حق پہنچایا گیا اور غرباء کو بھی تبلیغ کی گئی۔ ہزار ہا رسالے تقسیم کیے گئے۔ مباحثات ہوئے، مخالفین کو چیلنج دیے گئے۔ مضافات میں بھی لیکچر ہوئے اور اشاعت رسالجات کی گئی .... اللہ تعالیٰ نے ہمارے مشن کو کامیاب کیا..... میں نے اس ملک میں آکر بہت کچھ دیکھا اور سب کچھ سنا مگر میں آپ صاحبان کو یقین دلاتا ہوں کہ ملک انگلستان میرے خیالات اور میری طرز زندگی میں کچھ تبدیلی نہیں کر سکا، بہتیرے میری صحبت میں تبدیل ہوئے مگر کسی کی صحبت نے مجھے تبدیل نہیں کیا .... میرے دل میں مطلقاً کوئی خواہش نہیں کہ میں قادیان واپس بلایا جاؤں یا یہاں رکھا جاؤں یا افریقہ یا امریکہ بھیج دیا جاؤں .... میرا نقل و حرکت اب میرا نہیں، میرا وجود اور میری جان اب میرے نہیں بلکہ محمودؔ کے ہیں وہ جو چاہے اس کے ساتھ کرے اور جدھر چاہے بھیج دے۔ حکم محمودؔ کے بعد مجھے نہ کسی سمندر کا ڈر ہے اور نہ کسی جنگل کا خوف ہے، نہ وطن کی خواہش ہے اور نہ سیر کا شوق ہے۔“ (الفضل 5/ جنوری 1920ء صفحہ 9)

(انگلستان جانے کے وقت پاسپورٹ کے واسطے بنوائی گئی تصویر)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زیر ہدایت آپ 1920ء کے آغاز میں انگلستان سے امریکہ تشریف لے گئے اور وہاں مشن کی بنیاد رکھی۔ امریکہ میں آپ کا ورود فلاڈلفیا میں ہوا جہاں آپ کو وجہ آمد تبلیغ اسلام بتانے پر امریکہ میں داخلے سے روک دیا گیا اور Gloucester City immigration station, NJ میں مسجون کر دیا گیا جہاں آپ کو تقریباً سات ہفتے بند رکھنے کے بعد حکومت امریکہ نے آپ کو ملک میں داخلے کی اجازت دے دی چنانچہ آپ نے پہلے نیویورک میں قیام رکھا لیکن جلد ہی شکاگو کو اپنا مرکز بنایا اور تبلیغ اسلام کی سرگرمیوں میں مصروف رہے۔ ڈیٹرائٹ میں عرب مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد مقیم تھی انہوں نے آپ کو ڈیٹرائٹ آنے اور اسلام پر لیکچر دینے کی دعوت دی چنانچہ آپ فروری 1921ء میں ڈیٹرائٹ پہنچے اور پبلک لیکچرز

اور اخباری نمائندوں کے انٹرویوز کی وجہ سے حضرت مفتی صاحبؓ کا یہ دورہ ڈیٹرائٹ بہت ہی مفید اور مؤثر رہا۔ آپ کا پہلا لیکچر مورخہ 7/ فروری 1921ء کو آٹو ورکرز ہال (Auto-Workers Hall) میں منعقد ہوا، اگلے روز ڈیٹرائٹ کے مشہور اخبار Detroit Free Press نے “Moslem Hurls Tolerance Defy at Christian Pulpits” کے تحت خبر دی اور لکھا کہ ہال 1200 حاضرین سے پُر تھا۔

(Detroit Free Press, 8 Feb 1921 page 1)

American Gathering in Auto-Worker's Hall, Detroit, on Febr 1921 to hear Dr. Mufti Muhammad Sadiq's Lecture on Islam

اگلی اتوار کو ڈیٹرائٹ کے ملحقہ شہر ہائی لینڈ پارک (Highland Park) میں جہاں کہ عرب مہاجرین کی اچھی تعداد آباد تھی، آپؓ کا ایک اور کامیاب لیکچر ہوا جس میں شہر کے میئر اور پولیس چیف سمیت کئی اہم شخصیات شریک تھیں، The Detroit Free Press اخبار نے اس لیکچر کو بھی اچھی کوریج دی اور “Moslems Avow Loyalty To U.S.” کے تحت تفصیلی خبر دیتے ہوئے یہ بھی لکھا:

“Islam set before big businessmen and governmental heads of the neighbour city Sunday the most savory of Eastern dishes in a dinner tendered to Professor Mufti Muhammad Sadiq of India, missionary of the Ahmadia movement by which it is hoped to bring light .....”

(The Detroit Free Press, Monday, February 14, 1921 page 3)

اس سے ایک دن قبل ہی اسی اخبار کے ایک نمائندے William C. Richards نے حضرت مفتی صاحبؓ کی گفتگو کا تفصیلی احوال مورخہ 13/ فروری 1921ء کی اشاعت میں Metropolitan Section کے صفحہ 1،8 پر “Moslem Mufti Seeks to Make Detroit Islam” کے عنوان سے رپورٹ کیا۔ ایک ہی

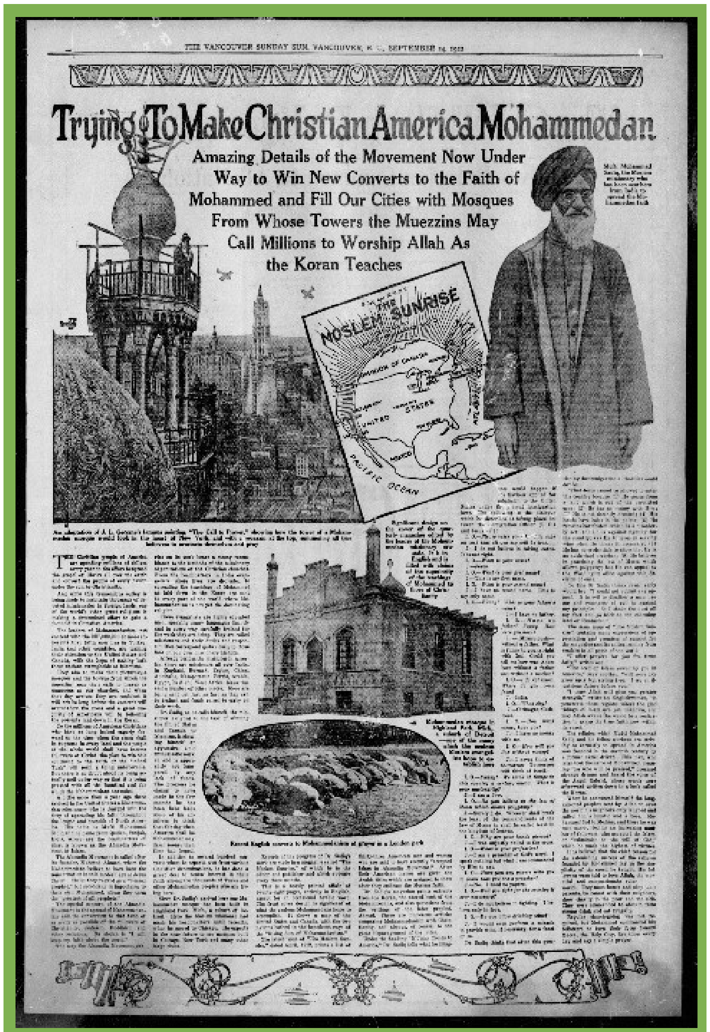

Trying To Make Christian America Mohammedan

Amazing Details of the Movement Now Under Way to Win New Converts to the Faith of Mohammed and Fill Our Cities with Mosques From Whose Towers the Muezzins May Call Millions to Worship Allah As the Koran Teaches

THE MOSLEM SUNRISE
PACIFIC OCEAN

(اخبار The Vancouver Sun میں چھپا حضرت مفتی صاحبؓ کا تبلیغی اشتہار)

ہفتے میں اتنے کامیاب پروگرام اور اخبارات میں بھرپور اشاعت سے شہر ڈیٹرائٹ میں اسلام کا خوب چرچا ہوا جس کا ذکر کرتے ہوئے عربی اخبار ”البیان“ نیویارک کے ایک نامہ نگار نے لکھا:

”لَمْ یَرِ المُسلمون عامة و العرب السوریون خاصة ..... و نزید علی ذالك قدوم فضیلة العالم العلامة المفتی محمد صادق الهندی و تصریحاتہ البلیغة فی خطاباته مقابلاته للصحف فکانت النتیجة ان اصبح اسم المسلمین و خاصة العرب مِنهم کالمسك الفائح .....“

(اخبار ”البیان“ بروکلین، نیویارک۔ 19/ فروری 1921ء صفحہ 3)

ترجمہ: پچھلے تین ہفتوں میں عام مسلمانوں اور خاص طور پر سیرین عربوں نے جو مشاہدہ کیا ہے اس سے بہتر زمانہ ان کے ہجرت کے وقت سے آج تک امریکہ میں نہیں دیکھا اور نہ ہی کبھی اس سے پہلے اتنی شہرت پائی۔ صبح یا شام کا کوئی ایسا صحیفہ یا اخبار

نہیں دیکھوگے مگر وہ ان کے ذکر سے بھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کی تعریف کرتے ہوئے ان کی خوبیاں نیز ان کے مذہب، اخلاق اور طرزِ عیش وعشرت خوشی سے ذکر کرتے ہیں۔ اور میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر ان مخلص امریکی صحافیوں کے سامنے اِس امّۃ کریمہ کی خوبیاں ظاہر نہ ہوتیں تو وہ ان کا ذکر زیادہ یا تھوڑا بھی اپنے اخبارات میں نہ کرتے ...... اس پر مزید بات ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ علامہ مفتی محمد صادق صاحب ہندوستانی کے یہاں تشریف لانے اور ان کی تقریرات کے بلیغ بیانات اور ان کے تمام صحافیوں کے ساتھ inter- views کے نتیجہ سے مسلمانوں اور خاص طور پر عربوں کا نام خوشبو کی طرح شائع ہوگیا......

اس دورہ کی کامیابی کے بعد آپ شکاگو سے ڈیٹرائٹ میں آگئے اور قریبًا ایک سال تک یہیں مقیم رہے اور اس کے گرد و نواح میں وسیع پیمانے پر تبلیغ اسلام کی توفیق پائی، جولائی 1921ء میں اسی شہر سے آپ نے تاریخی رسالہ The Moslem Sunrise کا آغاز کیا۔ یہیں سے آپ نے قریبی امریکی ریاستوں Ohio، Indiana اور خود Michigan کے کئی شہروں کا کامیاب دورہ کیا اور لیکچرز اور اخبارات کے ذریعے اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق پائی۔ آپ نے اخبار کے ایک پورے صفحے کے سائز کا اشتہار تیار کر کے امریکہ و کینیڈا کے کئی اخبارات میں شائع کرایا۔

بذریعہ خطوط روابط بڑھانا اور جماعتی لٹریچر بھیجنا حضرت مفتی صاحبؓ کی تبلیغ کا ایک خاص طریق تھا جو آپ کی ساری زندگی میں ہمیں دیکھنے کو ملتا ہے چنانچہ ڈیٹرائٹ قیام کے دوران بھی آپؓ نے یہ طریق باحسن سرانجام دیا اور امریکن صدر Warren G. Harding، برطانوی وزیر اعظم David Lloyd George، چیکوسلوواکین صدر Tomáš Garrigue Masaryk سمیت کئی اہم شخصیات کو اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا، ڈیٹرائٹ میں قائم مشہور آٹوموبائل کمپنی Ford کے بانی Henry Ford اور مشہور امریکی سائنسدان Thomas Edison کو بھی خط لکھے۔ غرضیکہ اس نئے اسلامی مشن نے پورے امریکہ میں شہرت پائی۔ یہاں کچھ عرب لوگوں نے احمدیت کے اسلام سے الگ مذہب ہونے کا واویلا مچایا، ایک صاحب محمود ناصر نے حضرت مفتی صاحبؓ پر نئے نبی کے پیروکار کا الزام لگا کر متنازع بنانے کی کوشش کی لیکن بفضلہٖ تعالیٰ خود ڈیٹرائٹ کے عرب لوگوں نے اس جھوٹے الزام کو رڈ کرتے ہوئے حضرت مفتی صاحبؓ کے حق میں مضامین لکھے چنانچہ ایک عرب دوست عقل علی المقدسی نے ”کلمۃ حق لا بد عنھا“ عنوان کے تحت لکھا:

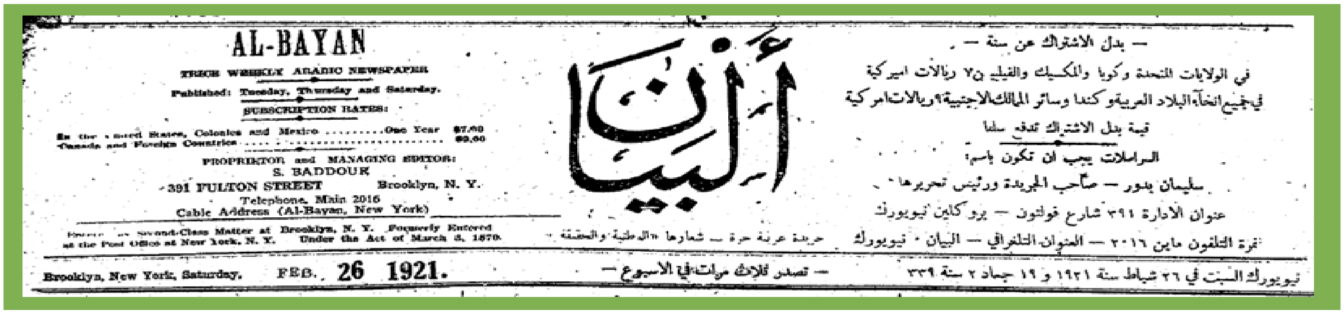
AL-BAYAN
THRICE WEEKLY ARABIC NEWSPAPER
Published: Tuesday, Thursday and Saturday.
SUBSCRIPTION RATES:
In the United States, Colonies and Mexico ....One Year $7.00
Canada and Foreign Countries $9.00
PROPRIETOR and MANAGING EDITOR:
S. BADDOUR
391 FULTON STREET Brooklyn, N. Y.
Telephone, Main 2016
Cable Address (Al-Bayan, New York)
Entered as Second-Class Matter at Brooklyn, N. Y. Formerly Entered at the Post Office at New York, N. Y. Under the Act of March 3, 1879.
Brooklyn, New York, Saturday. FEB. 26 1921.

ألبيان

— بدل الاشتراك عن سنة —
في الولايات المتحدة وكوبا والمكسيك والفيليبين ٧ ريالات اميركية
في جميع انحاء البلاد العربية وكندا وسائر الممالك الاجنبية ٩ ريالات امركية
قيمة بدل الاشتراك تدفع سلفا
المراسلات يجب ان تكون باسم:
سليمان بدور — صاحب الجريدة ورئيس تحريرها
عنوان الادارة ٣٩١ شارع فولتون — بروكلين نيويورك
نمرة التلفون ماين ٢٠١٦ — العنوان التلغرافي — البيان · نيويورك
جريدة عربية حرة — شعارها «الوطنية والحقيقة»
— تصدر ثلاث مرات في الاسبوع —
نيويورك السبت في ٢٦ شباط سنة ١٩٢١ و ١٩ جماد ٢ سنة ١٣٣٩

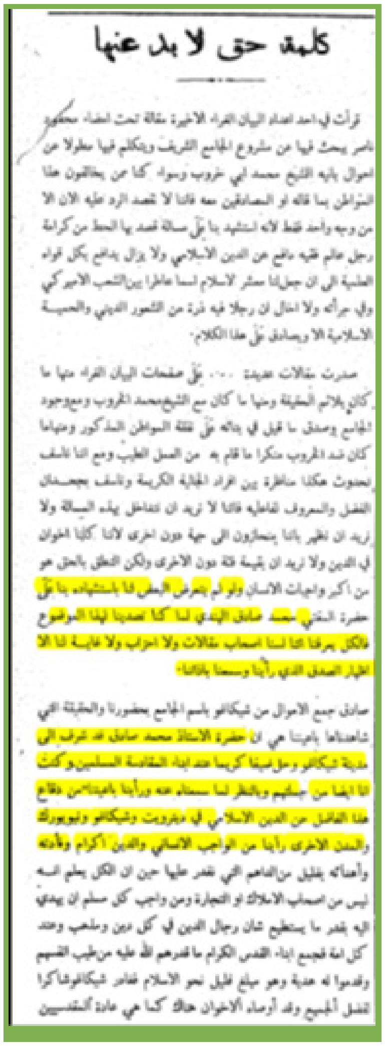
كلمة حق لا بد عنها

ترجمہ: ”......ہمارا یہ مقصد نہیں کہ ہم محمود ناصر صاحب کے بیانات کو رڈ کریں سوائے ایک بات کے اور وہ اس لیے کہ انھوں نے ایک ایسے معاملہ میں ہمارا ذکر کیا ہے جس میں ایک ایسے آدمی کی تحقیر کی ہے جو اسلام کا ایک عالم فقیہ ہے، دین اسلام کا دفاع کرتا ہے اور ایسی علمی قوت اور جرأت کے ساتھ اسلام کا دفاع کرتا ہے کہ ہم مسلمانوں کی شہرت کو امریکیوں میں ایک خوشبو کی طرح بنا دیا ہے۔ میں خیال نہیں کرتا کہ کوئی بھی انسان جو ذرہ بھر بھی دینی شعور اور اسلامی غیرت رکھتا ہو (ہماری) اس بات کی تصدیق نہ کرے ...... اگر بعض لوگ ہمیں حضرت مفتی محمد صادق الھندی کے بارے میں گواہی پیش کرنے کو نہ کہتے تو ہم بھی اس موضوع پر لکھنے کی سر دردی نہ اٹھاتے ...... پس ہمیں مفتی صاحب کی قدر اور شان میں ہتک آمیز باتوں کی وجہ سے سخت افسوس ہوا ہے اور ہمیں نہایت تعجب ہوتا ہے کہ ہم کس طرح اُن (مفتی صاحب) کے دفاع اسلام کا انکار کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ تو عیسائی گرجوں میں بھی بلا خوف وخطر (دفاع اسلام کرتے ہیں) اور ہم اہالیان بیت

المقدس کو صرف ڈیٹرائٹ کے زعماء نے مفتی صاحب سے تعارف کرایا جو اُن کو دعوت دیتے تھے اور ان کی عزت کرتے تھے اور انھیں اپنے بہترین قسم کے ولیموں میں فخر کے ساتھ بلاتے تھے۔ پس ہمیں نہایت تعجب ہے کہ کس طرح سب کچھ الٹا ہوگیا کہ اب کچھ لوگ اخباروں میں ان کی شان میں ہتک کرنا چاہتے ہیں.....“

مئی 1922ء میں آپ ڈیٹرائٹ کو چھوڑ کر شکاگو آگئے اور 4448 Wabash Avenue پر جگہ خرید کر مسجد اور مشن ہاؤس تعمیر کرایا اور پھر یہیں سے رسالہ دی مسلم سن رائز کا اجراء فرمایا۔ 1922ء کے آخر میں آپ نے ایک ہزار سے زائد مسافت کا سفر طے کر کے ریاست North Dakota کا دورہ کیا اور واپسی پر ریاست Minnesota میں بھی بعض جگہوں پر لیکچر دیتے ہوئے اور بعض عرب احباب سے ملاقات کرتے ہوئے واپس شکاگو پہنچے۔

(The Moslem Sunrise, Issue I, 1923, p. 166, 167)

رسالہ دی مسلم سن رائز کے ابتدائی پرچے آپ کی تبلیغی اور تربیتی سرگرمیوں سے پُر ہیں۔ امریکہ بیٹھ کر آپ نے کینیڈا کو بھی اپنی تبلیغی مساعی میں شامل رکھا، اپنی ایک رپورٹ میں آپ لکھتے ہیں: ”ملک کناڈا کو ڈاک کے ذریعہ سے تبلیغی رسائل روانہ کیے گئے۔“ (الفضل 16/ جون 1921ء صفحہ 2 کالم 1)

آپ کی تبلیغی کاروائیوں کا تذکرہ کینیڈا کے اخبارات کی بھی زینت بنتا رہا۔

مارچ 1923ء میں حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ بطور مبلغ سلسلہ امریکہ پہنچے اور آپ کو قادیان واپس آنے کا حکم ہوا۔ آپ نے تین مہینے تک نئے آنے والے مبلغ کے ساتھ رہ کر انہیں مشن کے کاموں سے آگاہ فرمایا اور پھر ریاست West Virginia کے بعض شہروں اور پھر واشنگٹن، فلاڈلفیا اور نیو یارک کا دورہ کرتے ہوئے ریاست Massachusetts کے شہر Boston کی بندرگاہ سے 8/ ستمبر 1923ء کو براستہ یورپ، قادیان کے لیے روانہ ہوئے اور 4/ دسمبر کو قادیان پہنچے جہاں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے از راہ شفقت آپ کا استقبال فرمایا۔ امریکہ میں تقرری ہونے کے متعلق آپ بیان کرتے ہیں: ”جب میں لنڈن سے امریکہ بھیجا گیا .... تو مَیں نے تین دعائیں کیں۔ ایک مخلص جماعت نومسلموں کی مجھے عطا ہو۔ ایک بیت الذکر بنانے کی توفیق ہو۔ ایک رسالہ جاری کرنے کے سامان مہیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے باوجود سخت مشکلات کے تینوں دعائیں قبول ہوئیں۔ مخلص جماعت پہلے ہی سال مل گئی، رسالہ دوسرے سال جاری ہوگیا اور بیت الذکر اور مکان تیسرے سال تیار ہوگئے۔“ (تاریخ احمدیت جلد 19 صفحہ 569)

بعد ازاں گوکہ آپ زیادہ تر قادیان میں ہی مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالاتے رہے لیکن اس دوران بھی آپ کو سری لنکا، کشمیر اور ہندوستان کے دیگر علاقوں کا بھی تبلیغی و تربیتی دورہ کرنے کا موقع ملا۔ آپ نے 13/ جنوری 1957ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن کیے گئے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَ ارْحَمْہُ وَ ارْفَعْ دَرَجَاتِہٖ۔

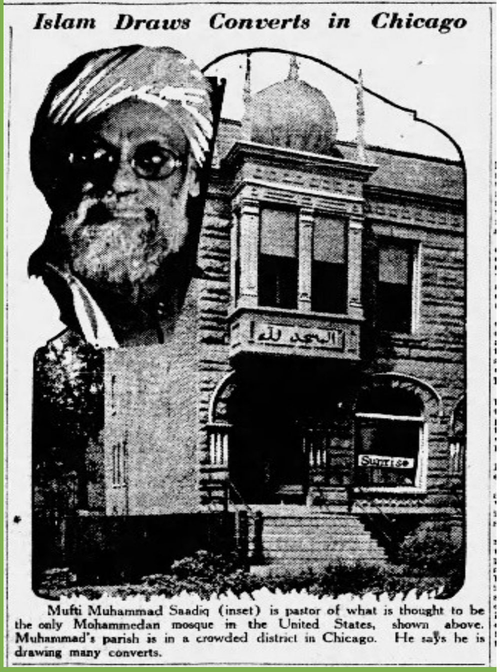

Islam Draws Converts in Chicago

Mufti Muhammad Saadiq (inset) is pastor of what is thought to be the only Mohammedan mosque in the United States, shown above. Muhammad's parish is in a crowded district in Chicago. He says he is drawing many converts.

المسجد لله
Sunrise

(The Montreal Star)

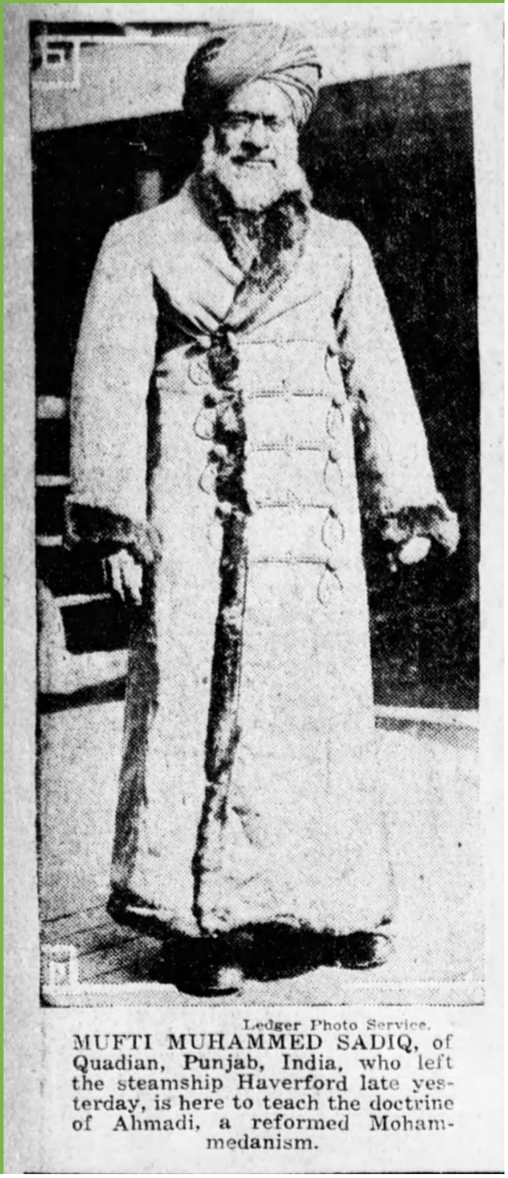

Ledger Photo Service.

MUFTI MUHAMMED SADIQ, of Quadian, Punjab, India, who left the steamship Haverford late yesterday, is here to teach the doctrine of Ahmadi, a reformed Mohammedanism.

پاکستان کا انوکھا اسلام

(ڈاکٹر بشارت الہی جمیل)

Picture Source: https://x.com/AhmadiyyaMosque/ MubarakMosque/Sialkot

تاریخی حوالہ سے پاکستان پیدائشی طور پر اسلامی جمہوریہ نہیں ہے، بلکہ محض ایک مسلم اکثریتی ملک اور برصغیر کی تقسیم کی اساس بھی یہی فارمولا تھا۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد مخصوص قوتوں نے جانتے بوجھتے ہوئے اس ملک کو مذہبیت کی طرف دھکیلا۔ لیاقت علی خان کی قرارداد مقاصد سے لیکر ہر آئین اور مخصوص قوانین کے ذریعہ اس پر اس اسلامی جمہوریہ کا لیبل لگایا گیا۔ بعدازاں تمام نام نہاد جمہوری اور آمر حکومتوں نے اسکی بنیاد پرستی میں حسب توفیق اضافہ کیا۔ بھٹو اور ضیا جیسے حکمرانوں اور ہاری ہوئی مذہبی قوتوں جماعت اسلامی، جمعیت علمائے اسلام اور احرار جیسی قوتوں نے اپنے مخصوص مقاصد کے لئے مذہبی انتہا پسندی کا سہارا لیتے ہوئے ملک کو مذہبی منافرت کی بھٹی میں جھونک دیا۔ اور اسکا خمیازہ آج کا پاکستان اور پاکستانی بھگت رہا ہے۔ یہ مذہبی تقسیم اور مذہب کے نام پر خونریزی تھم ہی نہیں رہی۔

تاریخ عالم میں مذہب اور عقائد کی ترویج کے اخلاقیات کی شرط لازم ہے، لیکن بدقسمتی سے وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مذہب اور دینی اقدار کی ترویج، تشریح، عمل کے لئے محض قوانین کا سہارا لیا جاتا ہے۔ جس کے باعث ہمارا معاشرہ ایک متعصب اور یکطرفہ معاشرہ بن چکا ہے۔ معاشرہ کے مخصوص دینی عقائد کی طرف جھکاو اور مخصوص قوتوں کی طرف سے مذہبی بنیاد پرستی اور جارحانہ رویہ کی وجہ سے معتدل طبقات کی طرف سے ایک مخصوص نوعیت کا ردعمل سامنے آتا ہے جس کو دبانے اور اسکی مخصوص ٹولوں اور نام نہاد مذہبی گروہوں کی طرف سے مذہب کے نام پر اپنی دھاک بٹھانے کی غرض سے سیاسی قوتوں کو استعمال کرکے مزید قوانین بناکر لاگو کیے جاتے ہیں، بلاشبہ ان متعصّبانہ عوامل سے مذہب اسلام کی حقیقی اقدار بری طرح متاثر ہوتی ہیں اور معاشرہ مزید مذہبی انتہاوں کو چھوتا ہوا نفرت اور مذہبی اختلافات کی نظر ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ موجودہ پاکستانی معاشرہ ان حالات کی من وعن عکاسی کرتا ہے۔ اور دوسری طرف یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں مذہب کے ٹھیکیداروں نے مملکت خداداکو نا صرف مذہبی منافرت کی طرف دھکیلا ہے بلکہ اپنی بے لوث کاوشوں سے اس کا استحصال کرتے ہوئے پاکستانی معاشرے کو مذہبی عقائد، فرقوں اور مذہبی سیاسی عداوتوں کی بھینٹ چڑھادیا ہے۔ اور بظاہر اس کا مقصد اپنے مخصوص عقائد کی ترویج وتبلیغ اور مذہبی اجارہ داری کے اصول کے مطابق ملکی سیاسی، معاشرتی و مالی وسائل سے اپنا حصہ وصولنا ہے، اور بلاشبہ اسلام اور اسکی خدمت بہرحال انکا مطمح نظر نہیں۔

قانون کا مذہبی یا اسلامی ہونا معاشرے میں موجود مذہبی اور اخلاقی رجحانات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے مذہب کو قانون کی آڑ حاصل ہو تو مختلف مذہبی و گروہی طبقات میں نفرت اور نفرت انگیزی میں مقابلہ بازی کی فضا پیدا ہوتی ہے اور معاشرہ تقسیم ہوجاتا ہے۔ جس سے معاشرہ کا کمزور طبقہ جو کہ عموما ریاست کا مخلص ہوتا ہے بیرونی و اندرونی انحصار کا شکار ہوکر زوال پذیر ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ پاکستان مسلمانوں کے تہتر فرقوں اور کئی مذہبی اقلیتوں پر مشتمل ملک ہے۔ اتنی بہتات سے مذہبی تقسیم شاید ہی دنیا کے کسی اور معاشرے میں موجود ہو۔ پاکستان میں اسلام بھی دو طرح کا ہے ایک

حقیقی اور دوسرا سرکاری اسلام۔ سرکاری اسلام کی تشریح پاکستان کا آئین اور حقیقی اسلام کی تشریح چودہ سو سال قبل آنحضور ﷺ بیان فرما چکے ہیں۔ موجودہ آئین پاکستان کا سرکاری اسلام دین کو گروہی اسلام کی طرف لے جاتا ہے جہاں دین کی مضبوطی بنیاد پرستی اور صرف جہاد بالسیف کی مرہون منت سمجھی جاتی ہے اور اسکے مطابق اسلامی ریاست میں اجتماعیت کے تصور کا فقدان ہے۔ جبکہ حقیقی اسلام امن، سلامتی اور آشتی کا مذہب ہے۔ فی زمانہ جہاد بالقلم کا دور ہے۔ اس دور میں جہاد بالسیف کے نعرہ نے اسلام پر دہشت گردی کا ٹھپہ چسپاں کر دیا ہے، بلاشبہ اس الزام کے کی وجہ بھی دور حاضر کے مسلمانوں ہیں جن میں برداشت اور مذہبی ہم آہنگی کا فقدان ہے۔

پاکستان میں چھ درجن سے زیادہ مذہبی انتہاپسند تنظیمیں ہیں جن پر حکومت کی طرف سے پابندی بھی عاید ہے لیکن ان میں سے بہت ساری تنظیمیں اپنا نام بدل کر نہ صرف اپنی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں بلکہ ملکی سیاست میں بھی اپنا بکلی کردار بھی ادا کر رہی ہیں۔ جماعت الدعوۃ، سپاہ صحابہ، سپاہ محمد وغیرہ ان میں نمایاں ہیں۔ اس میں دلچسپ امر یہ ہے کہ سادہ، ان پڑھ اور جاہل عوام انکی اخلاقی، سیاسی اور مالی معاونت بھی کرتے ہیں اور یہ گروہ ملک میں مذہبی منافرت کا باعث بن رہے ہیں۔ اور بلاشبہ انکا مقصد اسلام کی خدمت نہیں بلکہ انتشار سے اپنے مخصوص مقاصد کا حصول ہے۔ کیونکہ ملک میں اسلامی اقدار، مذہبی قوانین اور دینی شعار کا تحفظ ریاست کی ذمہ داری ہے، علما کرام و مذہبی اسلامی طبقہ حکومت کی معاونت و اصلاح ضرور کر سکتا ہے لیکن اپنے من پسند عقائد اور مذہبی تسلط اور دین پر اجارہ داری مخصوص گروہوں کا حق کسی طور نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں اصل اور حقیقی اسلامی اقدار کو پنپنے نہیں دیا گیا ہے بلکہ نفرت کے ترازو میں طول کر وافر طور پر بانٹا گیا ہے۔ اور بات یہاں تک نہیں رکی بلکہ اب ان روایات کی بدترین شکل بھی دوسروں کے عقائد میں مداخلت اور دوسروں کے عقائد کو خود طے کرنے تک پہنچ چکی ہے۔ فتووں کے بازار، غیر مسلم قرار دینا، واجب القتل ٹھہرانا حقیقی اسلامی تعلیمات کے بالکل منافی ہے کیونکہ قرآن مجید فرقان حمید کہہ چکا کے دین میں کوئی جبر نہیں۔ عقلی طور پر بھی یہ کسی انسان کا دائرہ اختیار ہی نہیں کے کسی دوسرے کے مذہبی عقائد کا فیصلہ کرے یا دینی وابستگی طے کرے۔

بدقسمتی سے معاشرتی تنگ نظری اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ ہر بات کو مذہب کی عینک سے جانچتے ہیں، مخالف عقیدے کے حامل فرد سے بغیر کسی وجہ کے بھی عداوت اور کینہ رکھتے ہیں، اور انکو حقیر جانتے ہیں۔ خاص طور غیر مسلموں اور دیگر چھوٹے مذہبی گروہوں کے ساتھ غیر انسانی رویہ اور سوچ رکھتے ہیں اور وہ بھی دین کی آڑ میں۔ حالانکہ مذہب اور عقیدہ کسی فرد کا انتہائی ذاتی معاملہ ہے، مذہب کا تعلق روح سے ہے اور روح کا خدا سے ہے۔ انسان کا اس امر میں کوئی کردار نہیں ہونا چاہئے، یہ بات اسلام کی حقیقی روح کے بھی برخلاف ہے۔ بلاشبہ اس تقسیم کا ذمہ دار آئین پاکستان بھی ہے جو کہ پاکستانیوں کو اقلیت اور اکثریت میں تقسیم کرتا ہے جبکہ مذہب لوگوں کا ہوتا ہے ریاست کا نہیں۔ آئین کے مطابق عملی طور تمام پاکستانیوں کو برابر کے حقوق حاصل نہیں کیونکہ کوئی غیر مسلم وزیر اعظم یا صدر پاکستان نہیں بن سکتا، شاید اس سے پاکستان یا اسلام کو خطرات لاحق ہیں یعنی قیام پاکستان سے اب تک تمام مسلمان وزرائے اعظم اور صدور نے ملک کے ساتھ کچھ برا نہیں کیا، نہ غداری کی، نہ کرپشن کی اور نہ ہی ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ آئین کے مطابق یہ سب صرف پاکستان کے غیر مسلم ہی کر سکتے ہیں۔

جائزہ سے عیاں ہوتا ہے کہ ملک کے اندر انتہاپسندانہ مذہبی رجحانات کا بے لگام پھیلاو بعض نے اداروں نے مخصوص مقاصد کے لئے کر رکھا ہے، ماضی میں مخصوص مذہبی ٹولہ کے فرانس اور ناروے وغیرہ کے خلاف پاکستان کے مخصوص علاقوں میں بے رحم اور خونی احتجاج، سرکاری و نجی املاک کی توڑ پھوڑ اور اس ظالمانہ طریق پر کئے گئے نام نہاد احتجاج اور نقصان کے خلاف ملک کی سلامتی کے اداروں کی مجرمانہ خاموشی بہت سے سوالات اٹھاتی ہے۔ بظاہر اسکا مقصد ملک میں مذہبی تناو کو ہوا دینا ہے تا کہ پاکستانی معاشرہ جدید معاشرتی اور جمہوری سیاسی رجحانات کو اپنا کر آگے نہ بڑھ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کا روایتی و عمومی مذہبی طبقہ جدید علوم کو قبول کرنے سے عاری ہے، نیز مذہبی طبقات و دینی مدارس کے طلبا انتہاپسندانہ رجحانات کو بڑی تیزی سے قبول کرتے ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہے کہ ماضی میں مبینہ طور پر ہر دہشت گردانہ کاروائی کے پیچھے کوئی حافظ، قاری یا ملا ہی پایا گیا ہے۔

بدقسمتی سے مذہبی طبقہ اپنے مخصوص عقائد کی ترویج اور جبکہ مذہبی سیاسی طبقہ اپنے مخصوص مفادات کے تحفظ کے لئے کام کر رہا ہے ان کے نظریات اور رجحانات کے بالمقابل ریاست پاکستان اور اسکی عام عوام کے نظریات اور مفادات محض ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ دین کے علمبردار ایک دوسرے کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کو تیار نہیں۔ ملا مذہبی عقائد کو اپنے مخصوص عقیدہ کی نفرت کا تڑکا لگا کر انتشار پھیلاتے ہیں اور ملکی سلامتی سے کھیلتے ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ یہ وہی مذہبی سیاسی گروہ ہیں جو پاکستان کو پلیدستان کہتے تھے اور فخر محسوس کرتے تھے کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شامل نہیں، اب مذہبی ٹھیکیدار ملکی تشخص اور سلامتی کے لئے خطرہ ہیں اور دو دھاری تلوار کی مانند پاکستان کی جڑوں کو کاٹ رہے ہیں۔ خواہ فتووں کا کاروبار ہو یا مذہبی دلالی موجودہ پاکستان کے عمومی سرکاری علما ہر دو میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتے پائے جاتے ہیں۔ اپنی سٹریٹ پاور کے باعث اسٹیبلشمنٹ اور سیاسی جماعتوں کے مخصوص مفادات کا تحفظ کرتے ہوئے سیاسی

اداکاری اور ریاکاری کو سیاست اور خدمت کا نام دے کر مذہبی سیاسی جماعتیں ملک اور عوام کا مذہب کے نام پر استحصال کرتی ہیں۔ بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ دوسرے مذاہب یا فرقوں کا مذہبی، معاشرتی بائیکاٹ، غیر مسلم قرار دینا، غیر مسلموں کو مذہبی آزادی نا ہونا انکے اندر بے چینی اور اضطراب پیدا کر رہا ہے۔ مسیحیوں کو زندہ جلانے سے لیکر سری لنکن شہری کا بے رحمانہ قتل تک متوفین اپنی جانیں تو دے گئے مگر پاکستان کے اندر سرکار بے رحم اسلام کی مثالوں کو رہتی دنیا تک زندہ کر گئے۔

ملک کے اندر مخصوص عقائد کے تحت اسلامی قوانین کا اطلاق یا نفاذ اس بات کا آئینہ دار ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سرکاری مسلمان آبادی اور قیادت چودہ سو سال قبل بیان کی گئی اسلامی ریاست کے قوائد اور اصولوں سے پوری طرح متفق نہیں ہے اور خودساختہ تشریحات اور ترجیحات کی روشنی میں ان کو ازسر نو تشکیل دے رہی ہے۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ کسی کو بھی توہین مذہب یا رسالت کی اجازت نہیں دی جاسکتی لیکن یہ بات بھی اہم کے نبی آخری الزمان ﷺ کے ناموس کے تحفظ کے لئے کسی قانون کا سہارا لینا بھی اپنے اندر ایک توہین رسالت مآب محسوس ہوتا ہے۔ مزید برآں توہین کے قانون کا غلط استعمال ظلم اور بربریت کے زمرہ میں آتا ہے۔ اور اس ظلم کو روکنے میں ملک کے انتظامی ادارے بری طرح ناکام ہیں۔

پاکستان میں موجود پانچ لاکھ سے زائد احمدی کمیونٹی سب سے زیادہ عتاب کا شکار ہے۔ خاص طور پر ضیا الحق کے 1984 کے آرڈیننس کے بعد بتدریج حالات دگرگوں ہو رہے ہیں، مذہبی منافرت اور سوشل بائیکاٹ کے باعث احمدی نامساعد حالات کا شکار ہیں۔ اپریل 1984ء سے لے کر 31 دسمبر 2024ء تک 765 احمدی کلمہ کی نمائش، 47 اذان دینے، 608 اپنے آپ کو مسلمان کے طور پر متعارف کروانے، 176 اسلامی اصطلاحات کے استعمال، 335 توہین مذہب، 1314 دیگر مذہبی بنیادوں پر گرفتار ہوئے۔ پرتشدد اینٹی احمدیہ کارروائیوں میں 286 احمدی شہید ہوئے، 101 احمدیہ عبادت گاہوں کو گرایا جاچکا ہے، 47 احمدیہ عبادت گاہیں بند ہیں 74 کو آگ لگائی گئی اور 18 چھین لی گئیں۔ صرف 2024ء میں 319 احمدیوں کی قبروں کو نقصان پہنچایا گیا۔ افسوس اس امر کا ہے کہ یہ سب اسلام کے نام پر ایک اسلامی ریاست کے مذہبی ٹھیکیداروں کے ایما پر کیا جا رہا ہے جن کو ریاست اور ریاستی مشینری کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے۔

اگر یہ تصور بھی کر لیا جائے کہ پاکستان کی اساس اسلام ہے تو سوالات یہ اٹھتے ہیں کہ پاکستان کی جغرافیائی حدوں میں تہتر فرقوں میں بٹی ہوئی امت کیا ملکی یکجہتی اور اتحاد کا باعث بن سکتی ہے؟ نماز میں ہاتھ باندھنے سے لیکر فوتگی کی قل خوانی تک، قبروں میں مدفون نام نہاد مسیحاؤں سے لیکر زندہ پیروں فقیروں تک سب تقسیم اور منافرت کا شکار ہیں، کیا اس طرح پاکستانی قوم مذہبی یگانگت، رواداری، برداشت اور اتحاد قائم کر پائے گی؟ اس تقسیم اور منافرت کا اصل فائدہ اٹھانے والا کون ہے؟ قیام پاکستان سے لیکر اب تک تمام غیر جمہوری یا جمہوری حکومتیں کیا ملک میں سیاسی استحکام لا سکیں اور قیام پاکستان کے سیاسی مقاصد کو پاسکیں؟ بالکل بھی نہیں تو پھر سیاسی حکومتیں مذہبی قانون سازی کا کیا جواز پیش کرتی ہیں؟ مذہب بندہ و خدا کا معاملہ ہے یا بندہ اور ریاست کا؟ کیا ملک میں مذہبی منافرت یا تقسیم سے پاکستان کے قیام کا مقصد پورا ہو جائے گا؟ ایسے آئین کا کیا فائدہ ہے جو شہریوں کو تحفظ ہی نا دے سکے اور صرف سیاسی مقاصد کے لئے استعمال ہو؟ ملک میں انتہانہ پسندانہ مذہبی قوتوں خاص طور پر تحریک لبیک جیسے مکروہ گروہ کو نکیل ڈالنا کس کا کام ہے؟ بلاشبہ یہ خرابیاں موجودہ نظام کی درستگی کے بغیر ٹھیک نہیں ہوسکتیں کیونکہ ان سب کا ذمہ دار نظام ہے۔ نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ توہین مذہب جیسے واقعات صرف پاکستان میں ہی کیوں ہوتے ہیں جبکہ دنیا میں چھپن مسلمان ملک اور بھی ہیں؟ کیا واقعی اس طرح کے واقعات رونما ہوتے ہیں یا ایسے واقعات کی آڑ میں مخصوص طبقات اپنے مذموم مقاصد پورے کرتے ہیں؟

دور حاضر میں سیاسی و معاشرتی طور پر ان مغربی قوموں سے اپنا تقابلی موازنہ کرتے ہیں جنہوں نے مذہب کو چرچ تک محدود کر رکھا ہے نیز انکے نزدیک سیاست صرف اور صرف خدمت ہے نا کہ اجارہ داری یہی وجہ ہے کہ وہ ویلفئر ریاستیں بن کر ابھری ہیں جبکہ پاکستان کا نظام کمزور اور غریب عوام پر ناقابل برداشت بوجھ ہے۔ مذہب اور سیاست کے چنگل میں پھنسی جمہوریت ملک میں اخلاقیات، عوامی خدمت کے جذبہ اور سیاست برائے خدمت کا منہ چڑا رہی ہے۔ یہاں گدی نشیں اور متولی غریب کے منہ سے ایک مرے ہوئے کے نام پر منہ کا نوالہ چھین کر غریب اور کمزور کی بھوک کی قیمت پر اپنی عیاشی کے ساماں پیدا کر رہے ہیں۔ مریدین کے حقوق اور شعور کو اپنی رنگ رلیوں کے لئے دفن کر کے گدی نشین اپنی نسلوں کو سنوار رہے ہیں، دراصل وہ اپنے بھوکے ننگے مریدین کے حقوق اور شعور کے مزاروں پر اپنی مذہبی اجارہ داری اور حیثیت کا کتبہ لگا کر مذہبی دوکان داری چمکا رہے ہیں۔ ملکی تاریخ گواہ ہے کہ پہلے دن سے ہی نواب بہادر، خان بہادر، تاجر، پیر اور گدی نشین ہی ملکی سیاسی ایوانوں پر قابض ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ مسلم لیگ جو پہلے دن سے حقوق کا نعرہ لگاتی رہی اور قیام پاکستان کی ذمہ دار سیاسی پارٹی بھی تصور ہوتی ہے کبھی بھی غریبوں اور کمزوروں کی حقیقی نمائندہ سیاسی پارٹی نہیں رہی بلکہ اجارہ داروں کو ہمیشہ سیاسی پلیٹ فارم مہیا کرتی رہی ہے۔ اور بدقسمتی سے انہی نظریات کے حامل سیاست دان پچھلے اٹھہتر سال سے ملک کی قسمت کے فیصلے کرتے آرہے ہیں اور ملک کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔

زاوية العرب

Photo by Niklas Veenhuis on Unsplash.com

آية قرآنية ”وقت الامساك في رمضان“

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ
أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ (البقرة: 188)

رواية عن ”وقت انتهاء السحور“

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ح، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أُنْزِلَتْ ”وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمْ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنْ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ“، وَلَمْ يَنْزِلْ ”مِنْ الْفَجْرِ“. فَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوا الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلِهِ الْخَيْطَ الْأَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْأَسْوَدَ، وَلَمْ يَزَلْ يَأْكُلُ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَتُهُمَا. فَأَنْزَلَ اللَّهُ بَعْدُ ”مِنْ الْفَجْرِ“. فَعَلِمُوا أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ}

(صحيح البخاري، كتاب الصوم)

من كلام الامام عليه السلام "مثال على اتخاذ الحيطة في وقت السحور"

يقول الصاحبزاده مرزا بشير احمد رضى الله عنه: "حدثني الحافظ نور محمد من "فيض الله شك"، انه حدث ذات مرة ان اذّن شخص في شهر رمضان عند السحور قبل الموعد المحدد. ثم جاء المسيح الموعود عليه السلام الى المسجد وقال: ما ان قرّبت كأس الحليب الى فمي الا وسمعتُ صوت الأذان فصرفتُها فورا. قال احد الحضور: ما زال هناك وقت للأكل والشرب، فقال: لا يروق لي ان اتناول شيئا بعد الأذان.

اقول: اذا كانت هذه الرواية صحيحة فمعناها ان المسيح الموعود عليه السلام اخذ الحيطة والحذر حينذاك بعين الاعتبار لنفسه فقط، والا كان من عادته عليه السلام الا يحسب الوقت بالأذان بل بظهور الخيط الأبيض من الفجر. وكان يفضّل في ذلك ايضا ان يتبين طلوع الفجر كما هو منطوق الآية القرآنية. ولكن كما يقول الصلحاء ان هناك فرقا بين الفتوى والتقوى".

(سيرة المهدي، المجلد1، الصفحة: 520)

في رحاب التفسير

(من التفسير الكبير لحضرة الحاج مزرا بشير الدين محمود احمد رضى الله عنه، الخليفة الثاني للمسيح الموعود

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ. (البقرة881)

شرح الكلمات:

الرفث: كلام يتضمن ما يُستقبح ذكره من امور الجماع ودواعيه، وجُعل كناية عن الجماع (المفردات).

اللباس: اللباس اصلا هو الستر، اي ما يستر ويخفي ويغطي، ولكن القرآن بيّن له معاني اخرى. ففي سورة الأعراف ذكر فائدتين للباس (يا بني آدم قد انزلنا عليكم لباسا يواري سوءاتكم وريشا) (الأعراف: 72) فكأن اللباس سترٌ للعورة وزينة للمرء. ثم ذكر فائدة اخرى فقال (وجعل لكم سرابيل تقيكم الحر وسرابيل تقيكم بأسكم) (النحل: 28). فاللباس ايضا للوقاية من ضرر الحر والبرد والبأس.

تختانون: افتعال من خان يخون. يقال اختانه اختيانا: أُؤتمن فلم ينصح. وخان العهد: نقضه (الأقرب).

عفا: عفا عنه، وله، وعن ذنبه: صفح عنه وترك

عقوبته وهو يستحقها، واعرض عن مؤاخذته. عفا الله عن فلان: محا ذنوبه. وقد يُستعمل دعاء عفا الله عنكم فيما لم يسبَق ذنب ولا يُتصور منه ارتكاب الذنب (الأقرب).

باشِروهن: باشر الأمر: تولاه بنفسه. وباشره النعيم: افاض عليه حتى كأنه مسّ بشرته (الأقرب). المباشرة: الافضاء بالبشرتين وَكُنِّيَ به عن الجماع (المفردات).

عاكفون: الاعتكاف الاقبال على الشيء وملازمته على سبيل التعظيم (المفردات).

التفسير:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ:

يقول الله انه يجوز لكم ان تعاملوا زوجاتكم في ليالي الصيام بدون تكلف، لأنهن لباس لكم وانتم لباس لهن.

هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ:

وكما سبق ذكره، فاننا نعرف من القرآن ثلاثة منافع للباس: ستر العورة والزينة والوقاية من الحر والبرد، ومن الحرب باستخدام الدروع.

فبقوله تعالى (هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ) بيّن كيف ينبغي ان تكون العلاقات بين الزوجين. قال: يجب ان يكون الزوجان كاللباس لبعضهما البعض دائما. اي:

اولا- ان يستر كل واحد عيوب الآخر.

ثانيا- ان يكون زينة له.

وثالثا- ان يكون عونا للآخر في ساعات العسر وسببَ سكينة وطمأنينة في حزنه وقلقه. فكما ان اللباس يحفظ الجسم ويحميه من تأثيرات الحر والبرد والحرب .. كذلك يجب ان يكون كل واحد من الزوجين محافظا على الآخر.

انظروا الى نموذج السيدة خديجة رضي الله عنها .. كيف انها بعد زواجها من النبي صلى الله عليه وآله وسلم قدمت اليه كل مالها على الفور حتى لا يعاني اي صعوبة من قلة المال. وليستمر في اعمال خدمة الخلق بكل طمأنينة وسكينة. ما اعظمه واروعه من نموذج قدمته لتحسين الحياة الزوجية وتوطيدها.

عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ:

يعني ان الله يعرف جيدا انكم كنتم تتلفون حقوق انفسكم ولا تؤدونها، فالآن قد تفضل عليكم واصلح حالكم.

الحقيقة ان الله اشار بذلك الى ما كان الصحابة يكنونه من حب وعشق للعبادة وذكر الله ـ فلما راوا بركات رمضان، وان الله ينزل من السماء الى الأرض في هذه الأيام المباركة ويمطر على عباده انواره وبركاته .. ارادوا ان يبيتوا ليالي رمضان في ذكر الله وعبادته وان يترفعوا عن العلاقات الجنسية. كما فرضوا على انفسهم قيودا لا داعي لها فيما يتعلق بالطعام والشراب. فقد ورد في الحديث عن البراء انه -قبل نزول هذه الآية- كان اذا نام احد من الصحابة وقت الافطار لم يتناول شيئًا طوال الليل ولا في السحور حتى يحل مساء اليوم القادم. ومرة كان احد الأنصار صائمًا، فلما حضر الافطارُ اتى امراته فقال: اعندك طعام؟ قالت: لا، ولكن انطلقُ واطلب لك. وحيث انه كان يعمل طوال يومه، فقد غلبته عينه فجاءت امراته فلما راته قالت: خيبة لك، فلما انتصف النهار غُشِيَ عليه. فذُكر ذلك للنبي صلى الله عليه وآله وسلم فنزلت هذه الآية (احل لكم ليلة الصيام .... وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود من الفجر) (البخاري، الصوم).

الواقع ان هذه القيود التي فرضها المسلمون على انفسهم كانت نتيجة لبعض التقاليد اليهودية. فاليهود اذا صاموا يوم الكفارة صاموا من الصبح

الى الصبح التالي (الموسوعة اليهودية، ج5، كلمة Private Fasts). وتقليدا لليهود ظن المسلمين ايضا ان الانسان اذا نام فلا يجوز له بعد ذلك اكل شيء، وكذلك لا يجوز للمتزوجين ممارسة علاقاتهم الزوجية خلال رمضان. لقد ظنوا انه كما يحظر الطعام يحظر عليهم العلاقات الجنسية. يقول الله: لا نفع ولا داعيَّ لهذه المشقة وانما ينفع الانسان ويباركه ان يتقيد بما فرضه ا لله عليه، ولا داعي ان يفرض الانسان على نفسه قيودًا من عنده، فهذا غير سليم.

فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ:

اي رحمكم ومنَّ عليكم بهذا التيسير، فوجب عليكم الشكر لله تعالى. والقيام بأعمال الخير بمزيد من الشوق والنشاط.

يتبين من ذلك ان عباد ا لله المؤمنين عندما يتحملون المشاق ابتغاء مرضاة الله فان رحمته تجيش وتفور وتهيئ لهم السهولة بشكل او بآخر. وكأن الله يجازيهم على اخلاصهم يدًا بيد.

فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ:

هناك فرق بين كتب عليه وكتب له. كتب عليه اي فرض عليه، كتب له اي عيَّن له حقّا او جائزة، وتعني مجازا قدّر له وقضى، فالمعنى: ابتغوا ما جعله الله لكم حقا، وافعلوا ما لم يحرمه الله عليكم بل اجازه لكم، ولا داعي لتركه. او ابتغوا ما قدّره الله لكم من اولاد، واتبعوا السبيل الذي قرّره لكم للحصول عليهم.

وايضا يعني قوله (وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ): اسعوا جاهدين في طلب ما قدّره لكم من بركات في هذا الشهر. ان عادتكم السابقة المتسببة في ضياع حقوقكم كان الممكن ان تُلحق بأجسامكم ضررا يمنعكم من تحمل المشقة وبذل المجهود، ولكن ا لله قد تدارك هذا الأمر وحمى اجسامكم من مشقة لا داعي لها. فمن واجبكم ان تشمروا وتسعوا لنيل رضوان ا لله تعالى، وتبحثوا عن تلك الدرجات العالية التي قدرها الله لكم في رمضان.

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ:

يعني كلوا واشربوا الى ان يتضح خيط الصبح من خيط الظلام جليّا.

يتبين من الحديث الشريف انه عندما نزلت هذه الآية كان بعض الصحابة يحتفظون بخيط ابيض وخيط اسود ظنًّا منهم ان لهم ان يأكلوا ويشربوا الى ان يستطيعوا التمييز بين الخيطين، فقد ورد ان عدِيًا جاء مرة الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم وقال له: “يا رسول ا لله جَعَلْتُ تَحْتَ وِسَادِي عِقَالَيْنِ، اعرف الليل من النهار، فقَالَ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: اِنَّ وِسَادَكَ اِذًا لَعَرِيضٌ اَنْ كَانَ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ وَالْأَسْوَدُ تَحْتَ وِسَادَتِكَ، انما هو سواد الليل وبياض النهار” (البخاري، الصيام).

كذلك كان هنا آخرون منهم يحتفظون بالخيط الأبيض والأسود، وكانوا لا ينفكون يأكلون ويشربون حتى يظهر لأعينهم الفرق بين الخيطين.. الى ان انزل ا لله كلمة (من الفجر)، فأدركوا ان ليس المراد خيطين ماديين، وانما المراد ان يتضح الفرق بين الصبح الصادق والصبح الكاذب. وفي بلدنا البنجاب هناك بعض الفلاحين الذين يحتفظون بالخيطين الأبيض والأسود، ولما كان الانسان لا يرى الخيط الا في ضوء كافٍ لذلك يستمرون في الأكل والشرب الى ان يسطع ضوء النهار، ولما كان منهم من هو مصاب بضعف البصر فمن الممكن ان يستدل بعضهم من ذلك على جواز الأكل والشرب حتى بعد طلوع الشمس حين يتمكنون من التمييز

بين الخيطين.

فهذا التعبير على سبيل المجاز، وانما المراد الا تتركوا الأكل والشرب بناء على الوهم وتقولوا لعل الصبح قد طلع، بل لكم ان تأكلوا حتى يتبين الفرق بين الفجر الصادق والفجر الكاذب.

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ:

لا يعني الليل الظلمة الشديدة، وانما المراد هو غروب الشمس. فقد ورد في الحديث ان النبي ﷺ قال: "لا يزال الناس بخير ما عجّلوا الفطر " (مسلم، الصيام) .. اي ما دام الناس يبادرون الى الافطار بمجرد غروب الشمس فسيبقون بخير .. اي تبقى فيهم الروح الحقيقية للأحكام الاسلامية الصحيحة، اما اذا وقعوا في اتباع التقاليد والأوهام فانهم يغفلون عن الفرائض، وتدفعهم اوهامهم الى دوار يتخبطون فيه الى ما طائل منه .. ويشبهون في ذلك شخصا ينوي الصلاة، فيمد يده ليمس كتف الامام ويقول: نويت ان اصلي خلف هذا الامام؟ ثم بالتدرج يتقدم الى ان يدفع الامام دفعا ويقول: وراء هذا الامام اصلي! هؤلاء الذين يصبحون فريسة للأوهام ينتظرون اولا مغيب الشمس، ولكن ما داموا يرون الشفق الأحمر في السماء فانهم لا يطمئنون .. وينتظرون وقتا اطول حتى تخيم الظلمة الشديدة فيفطرون. هذا الطريق مخالف للشرع. يقول ا لله تعالى (اتموا الصيام الى الليل ووقت الليل يبدا من مغيب الشمس، فلا يعني ذلك ان تنتظروا الى الظلمة الشديدة كي تفطروا).

وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ:

اختلاف في الراي عما اذا كان هذا النهي عن جماع النساء بسبب الاعتكاف ام لحرمة المساجد. (التفسير الكبير، الرازي). ارى ان هذا النهي ليس بسبب الاعتكاف، وانما لحرمة المساجد. ويشير الى ذلك قوله تعالى (وانتم عاكفون في المساجد). ولْنتذكر ان المباشرة تعني ايضا مجرد اللمس. والثابت من الحديث ان السيدة عائشة -رضي الله عنها- كانت تغسل راس النبي ﷺ، وتمشط شعره وهو معتكف في المسجد (البخاري، الصوم). فالنهي هنا انما هو عن العلاقات الخاصة بين الزوجين او ما يؤدي الى ذلك، وليس مجرد اللمس.

تِلْكَ حُدُودُ اللهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا:

اي لا تقربوا هذه الحدود حتى لا تزِلّ قدمكم الى محارم الله. وقد نبه النبي ﷺ الى ذلك صحابته فقال: اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَاَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ اَنْ يُوَاقِعَهُ. اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا اِنَّ حِمَى اللهِ فِي اَرْضِهِ مَحَارِمُهُ. (البخاري، الايمان) فمحارم الله هي حماه، فاذا اقترب منها الانسان تعرض لخطر الوقوع فيها وارتكاب المحرمات التي توجب غضب الله. فالتقوى الحقيقية ان يتجنب الانسان الاقتراب من حدود الله حتى لا يُزِلّ الشيطان قدمه.

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ:

المراد من آيات الله اوامره. يقول ان الغرض الحقيقي من اوامر الله هو ان تتولد التقوى فيكم، فيجب ان تضعوا دائما التقوى نصب اعينكم .. فلا تتعدوا حدود الله فحسب .. بل تتجنبوا الشبهات مخافة الزلل والابتعاد عن التقوى.

مقتبس من خطبة عيد الفطر

”

من منَّة الله العظيمة واحسانه انه وفقنا ان نشهد اليوم عيدا بعد المرور بشهر رمضان، لكن هل كان الهدف من رمضان ينحصر في ان نصوم تسعة وعشرين او ثلاثين يوما ونحتفل بأفراح العيد ونأكل ونشرب ونلعب ونلهو فقط؟ هل كان الله -سبحانه وتعالى- يريد ذلك فقط منا؟ كلا، بل سوف ننال فيوض منة الله هذه في الحقيقة عندما يجعلنا صيامُ رمضان وهذا العيدُ ندرك الغاية منهما، وهي ان البركات والتغييرات الطيبة التي احرزناها، اذا كنا قد احرزناها في الحقيقة فيجب ان تتراءى وتتجلى بعد صيام ثلاثين يوما۔ فانتظار رمضان قادم كما قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم يجب ان يتم بالعمل بهذه التغييرات، لكي تستمر هذه الفيوض. من سعادتنا اننا آمنا في هذا العصر بامام الزمان، الذي وجَّهنا توجيها يسيّرنا دوما على طريق حدده لنا الله -سبحانه وتعالى- ورسولُه صلى الله عليه وآله وسلم۔ فلا نستطيع اداء حق العبادة والاستجابة لأوامر الله الأخرى كما حقُّها الا بالعمل بهذا التوجيه، وندرك حقيقة الدين وتعليمِ الله ونفهمه، ومن ثم ننال فيوضه.

(مقتبس من خطبة عيد الفطر التي القاها امير المؤمنين سيدنا مرزا مسرور احمد ايده الله تعالى بنصره العزيز، الخليفة الخامس للمسيح الموعود والامام المهدي عليه السلام، يوم 14/05/2021)

اعلان ”وثيقة البيعة باللغة العربية“

يمكنكم الحصول على وثيقة البيعة باللغة العربية من خلال موقعنا الرسمي، ولمن يرغب بالانضمام الى الجماعة الاسلامية الأحمدية يمكنه ملء الاستمارة وارسالها من خلال الرابط:

https://www.islamahmadiyya.net/baiat.asp